



زینب ظفر



”آ کیوں رہی ہے وہ؟“ نانی صحن میں قرآن کی تلاوت کر رہی تھیں۔
کھڑکی سے میں نے انہیں قرآن چوم کر رحل پہ رکھتے دیکھا۔ اماں پاس ہی بیٹھ گئیں۔
”ہونہہ..... کیوں کہ جس اونچے گھر میں اس نے بیٹی کو بیاہا تھا۔ انہوں نے بھی نزہت کو اوقات یاد دلادی۔ جھگڑے کہاں نہیں ہوتے۔ لیکن انہوں نے تو جھٹ طلاق ہی دے ڈالی اور بیٹی کو نزہت کے در پہ پھینک گئے۔ اب اسے قدر آئی میرے شریف بیٹے کی اور میری۔“ اماں کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ دل میں بہت کچھ رکھے بیٹھی تھیں نانی بھی سمجھ گئیں، پیار سے بولیں۔

”اماں.....! نزہت آرہی ہے۔ سنا اماں؟
میری جیٹھائی نزہت۔ اماں وہی نزہت جس کے در پہ میں اپنے بیٹے کے لیے رشتہ مانگنے گئی تو اس نے کہا تھا ”اپنی اوقات میں رہنا درہ..... کہاں تیرا بیٹا“ کہاں میری شہزادی۔ تو نے یہ سوچا بھی کیسے ارے ماں بیٹا جا کر ایک بار آئینہ ہی دیکھ لیتے۔ اور نہیں تو اپنے ماچس جتنے گھر پہ ہی نظر ڈال لی ہوتی۔ تو میری کوٹھی تک آنے کی تیری جرات ہی نہ ہوتی۔“
میں اپنے کمرے میں نوٹس بنارہی تھی اور امی کی آواز مجھے برج طرح ڈسٹرب کیے جا رہی تھی۔ ان کی تیز جوشیلی آواز تھی تو میں نے نانی اماں کی پرسکون آواز سنی۔

اجڑی ہوئی عورت تھیں۔ اور..... جس کے ہاتھ جڑے ہوئے تھے جب بولیں تو آواز بھیگی ہوئی تھی۔
”لو..... آج میں تم سے اپنی بیٹی کی خوشیوں کی بھیک مانگنے آئی ہوں نادارہ..... لو آج خوب ذلیل کر..... آج تو ایک لفظ دل میں نہ رکھنا..... آج سارے بدلے لے لو..... لیکن تمہیں اللہ کا واسطہ..... پھر اس کے بعد میری عرضی قبول کر لینا“

جب تک ہم تینوں ان تک پہنچتیں۔ وہ روتے ہوئے بولے گئیں اور ہکا بکارہ گئیں جب امی نے ان کے ہاتھ تھامے۔

”نہیں بھابھی..... ذلیل ہوں آپ کے دشمن۔“

امی کی آواز کی نمی نے مجھے ٹھٹھکا دیا۔ مگر نانی مسکرا دیں۔

”آپ بڑی ہیں..... ہم چھوٹے..... بڑے جھڑک ہی دیا کرتے ہیں۔“ امی کا انتقام؟ وہ ان کی شیخیاں؟۔ یا خدا وہ برا لمحہ آنے سے پہلے ہی کیسے مل گیا۔ وہ تانگی کے ہاتھ پکڑ کر بول رہی تھیں۔ دونوں ہی رورہی تھیں۔

”آپ نے پہلے پہل ایک ماں کی طرح گھر داری سکھائی مجھے۔ بچوں کی بیماریوں پہ میرے ساتھ جا گئیں..... مشکل وقت میں رقم قرض دی..... بس ایک رشتہ ہی نہیں دیا نا..... تو وہ تو آپ کا حق تھا جسے مرضی دیں۔“

”میری نادارہ.....“

”بھابھی جان“

اور دونوں آپس میں لپٹ گئی تھیں۔ میں حیران کھڑی تھی اور نانی نے ان کے الگ ہونے پر اپنا قرآن آگے کیا۔

”لو نادارہ..... اپنی امانت..... اپنا حق سنبھالو بیٹی!“

اور امی کی آنکھوں میں قرآن تھامتے ہوئے آنسو آگئے تھے۔

☆☆

”رفعت اچھی اور نیک لڑکی ہے نادارہ..... اگر تیرے بیٹے کی خواہش کا وسیلہ بن رہا ہے تو دیکھ..... پرانے ادھار چکانے مت بیٹھ جانا..... اسے.....“ مگر امی نے جملہ کاٹ دیا تھا۔

”چکاؤں گی۔ آج تو گن گن کے بدلے چکاؤں گی اماں..... ایسے بھگو بھگو کر ماروں گی جوتے کہ نزہت ساری رات کروٹیں بدلے گی..... آئینے میں اسے اس کا بد صورت چہرہ دکھاؤں گی میں۔ کانوں کو ہاتھ لگائے گی میرے زہر بھرے طعنے سن کر۔ میں اس کے گھر سے روتے ہوئے نکلی تھی۔ آج میرے گھر سے روتے ہوئے جائے گی وہ۔“

امی ہانپتے ہوئے بولے گئیں۔ نانی سخت ناراضی کے ساتھ انہیں دیکھ رہی تھیں۔ تب ہی امی کی نظر ان کے قرآن پر پڑی۔ انہوں نے کتاب مقدس اٹھالی اور بولیں۔

”اماں! یہ وہ ابا والا قرآن ہے نا۔ میں لے لوں؟“ نانی نے ان سے قرآن لے کر سنجیدگی سے کہا۔

”یہ میرے شوہر کی نشانی ہے۔ یہ اسے شاہ فیصل مرحوم نے دیا تھا۔ جب شاہ فیصل ”اسلامی سربراہی کانفرنس“ پہ پاکستان شریف لائے تھے۔ اس نے انہیں سلام کیا تھا اور تسبیح پیش کی تھی۔ جس پر انہوں نے اپنی گاڑی سے یہ قرآن نکال کر اسے دیا تھا۔ اس کا حق دار میں صرف اسے بناؤں گی..... جس کا دل صاف ہوگا..... میں نے تیری یہ تربیت نہیں کی تھی نادارہ..... بڑوں کا احترام سکھایا تھا..... صلہ رحمی سکھائی تھی اور تو.....“

امی کا چہرہ میں نے ایک لمحے کے لیے متغیر ہوتے دیکھا مگر.....

”نہیں اماں۔ نزہت کی طبیعت صاف کرنے سے مجھے آج کوئی نہیں روک سکتا، آپ کی تربیت بھی نہیں۔“ اور یہ وہ وقت تھا جب اطلاعی کھنٹی بجی..... اور پھر دروازہ دھکیل کر نزہت تانگی اندر داخل ہو گئیں۔ لیکن ہماری توقعات کے برعکس وہ ایک